ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ڈاکٹر فرزانہ اقبال
لیکچرار گورنمنٹ ڈگری کالج ایبٹ آباد ۔
ڈاکٹر ندیم حسن
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو یونیورسٹی آف چترال ۔
ڈاکٹر ولی محمد
لیکچرار، شعبہ اُردو جامعہ پشاور۔

مادرِ تہذیبِ نسواں "محمدی بیگم "(حیات، شخصیت اور خدمات) تحقیقی جائزہ

Dr Farzana Iqbal
Lecturer, Govt Degree College Abbotabad.
Dr Nadeem Hassan
Assistant professor, Department of Urdu, University of Chitral.
Dr Wali Muhammad,
Lecturer, Department of Urdu, University of Peshawar.

Madar e Tehzeeb un Nuswan "Muhammadi Begum" (Life, Personality and Services) Research Review

Muhammadi Begum was a worthy essayist in the history of Urdu essay. She wrote dozens of essays in Tehzeeb un Nuswan. In this research paper the researchers has analyzed her personality, family background, career, relations with Molvi Mumtaz Ali and critical analysis of essays and her contributions for the welfare of women and society.
Keywords: *Muhammadi Begum, birth, family, career, essays, women writers, Tehzeeb un Nuswan, contributions.*

محمدی بیگم شاہ پور میں پیدا ہوئیں۔ آپ کی سن ولادت کے حوالے سے مختلف آراء ملتی ہیں۔ ڈاکٹر سلیم ملک، ڈاکٹر گوہر نوشاہی اور شیخ محمد اسماعیل نے ان کی پیدائش کا سال ۱۸۷۹ء تحریر کیا ہے مگر اس کا حوالہ نہیں تحریر کیا۔ شیخ محمد اسماعیل تحریر کرتے ہیں:

> "تاج صاحب کی والدہ محترمہ سیدہ محمدی بیگم دہلی کی رہنے والی اور سید احمد شفیع اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر کی صاحبزادی تھیں ان کا سال پیدائش ۱۸۷۹ء ہے"(۱)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

جبکہ احمدی بیگم ہمشیرہ محمدی بیگم نے ان کا ولادت کا سال۱۸۷۸ء تحریر کیا ہے۔[۲] احمدی بیگم کی تحریر کردہ تاریخ پیدائش اس لحاظ سے درست قرار دی جاتی ہے کہ ان کی عمر بوقت شادی ۱۹ سال اور بوقت وفات عمر ۳۰ سال اِسی سن پیدائش کے لحاظ سے درست بنتی ہے۔ البتہ تقویم کے اعتبار سے ۲۲ مئی ۱۸۷۸ء کو رجب کا مہینہ نہیں بلکہ جمادی الاول کی ۲۰ تاریخ تھی۔[۳] محمدی بیگم کی والدہ کا نام زیب النساء تھا۔ ان کی وفات ۱۸۸۱ء میں ہوئی۔ اس وقت محمدی بیگم کی عمر تین سال تھی۔[۴] محمدی بیگم کے والد سید محمد شفیع عالم فاضل اور روشن خیال شخصیت تھے۔ وہ کئی سرکاری عہدوں پر تعینات رہے۔ ریاست بہاولپور میں نائب وزیر کے طور پر ذمہ داریاں نبھائیں۔

زیب النساء بیگم کے بطن سے سید محمد شفیع کو اللہ نے پانچ اولادیں عطا کیں۔ تین بیٹے سمیع، رفیع، حبیب اور دو بیٹیاں محمدی بیگم اور احمدی بیگم۔

ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے محمدی بیگم کی ہمشیرہ کا نام "سیدہ مبارک بیگم" تحریر کیا[۵] جب کہ اس دور کی ایک اہم مضمون نگار "خیر النسائ" کو بھی کچھ محققین نے ہمشیرہ محمدی بیگم ظاہر کیا ہے مگر یہ قیاس درست نہیں۔ محمدی بیگم کی ہمشیرہ کا نام احمدی بیگم ہے۔ احمدی بیگم نے محمدی بیگم کی وفات کے بعد ان کی سوانح عمری تحریر کی۔[۶] محمدی بیگم کی پیدائش کے وقت سید محمد شفیع سرکاری دورے پر شہر سے باہر گئے ہوئے تھے۔ مگر ایک دائی "عائشہ" کو زچہ کی خدمت اور دیکھ بھال کے لئے مقرر کر گئے تھے۔ زیب النساء نے ایک بچی کو جنم دیا۔ یہ خبر سب کو اداس کر گئی۔ مگر جلد ہی اس کی بھولی بھالی صورت نے سب کو اپنی جانب مائل کر لیا[۷] محمدی بیگم صحت اور نشو نما کے اعتبار سے اپنے ہم عمر بچوں سے آگے تھیں۔ ان کی معصوم حرکتوں اور پیاری باتوں کی وجہ سے والدہ انہیں بہت عزیز رکھتی تھیں اور اکثر یہ کہتیں کہ یہ تو خوش نصیب ہے۔ میری یہ بیٹی صاحب شعور ہو گی۔[۸]

ماں کی گود محمدی بیگم کو زیادہ عرصہ نصیب نہ ہوئی۔ محمدی بیگم کی عمر تین سال تھی کہ ان کا بھائی حبیب پیدا ہوا۔ اس بچے کی پیدائش کے بعد زیب النساء بستر سے ہی لگ گئیں۔ سید شفیع نے ان کی تیمارداری اور علاج میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ والدہ کی بیماری معصوم محمدی بیگم کے لئے پریشان کن تھی۔ وہ والدہ کو بستر سے اٹھنے اور چلنے پر اصرار کرتیں۔ زیب النساء بیگم ان کی تسلی کے لئے انہیں دعا کا کہتیں۔ اور محمدی بیگم اپنی والدہ کی صحت کی دعا کرنے لگتیں[۹]

مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ محمدی بیگم کی دعاوں کو شرف قبولیت عطا نہ ہوئی۔ دو ماہ بستر مرگ پر گزارنے کے بعد دسمبر ۱۸۸۱ء بروز جمعہ بوقت ۲ بجے زیب النساء اللہ کو پیاری ہو گئیں[۱۰] محمدی بیگم کے لئے یہ

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

سانحہ ناقابل برداشت تھا۔ انہیں حقیقت سے بے خبر رکھ کر بہلایا جاتا مگر وہ ماں کی غیر موجودگی اور واپسی کے متعلق مسلسل سوال کرتیں۔ ۲۰ روز گزر جانے کے بعد بھی ان کی بے قراری کم نہ ہوئی۔ اس پر ایک بزرگ خاتون نے مشورہ دیا کہ اس کو ماں کی قبر کی مٹی چٹا دو پھر یہ اتنا نہیں روئے گی۔ چنانچہ پھوپھی صاحبہ ایک دن صبح ۴ بجے تانگہ منگوا کر محمدی بیگم کو قبرستان لے گئیں۔ (۱۱)

محمدی بیگم اپنے ارد گرد کے افراد میں اپنی اماں کی مشابہتیں تلاش کرتیں۔ والدہ کی وفات کے بعد سید محمد شفیع اب محمدی بیگم کو خصوصی توجہ دینے لگے تھے۔ شرارت اور نقصان پر بھی انہیں با آسانی معافی مل جاتی۔ سید محمد شفیع محمدی بیگم کو پیار سے "بڑی بی" اور "اللہ کی نیکی"۔ پکارتے (۱۲)

۱۸۸۶ء میں احمدی بیگم کی شادی میر واحد علی سے ہوگئی۔ اس وقت محمدی بیگم کی عمر ۸ سال تھی۔ بڑی بہن کی رخصتی کے بعد محمدی بیگم تنہا رہ گئیں۔ ۱۸۸۸ء میں سید احمد شفیع نے عقد ثانی کیا اور محمدی بیگم کو گویا ایک ساتھی میسر آگیا(۱۳) وہ دن کا زیادہ حصہ خالہ جان کے ساتھ گزارتیں اس دوران انہوں نے شوق سے سینا پرونا سیکھا۔ محمدی بیگم کی عمر ۱۳ سال تھی کہ ان کے بھائی محمد رفیع مختصر عدالت کے بعد فوت ہوگئے۔ محمدی بیگم بہت مدت تک دائمی مفارقت کے اس صدمے سے نہ نکل سکیں۔ ۱۸۹۸ء میں محمدی بیگم کی شادی مولوی ممتاز علی سے ہوئی۔ مولوی ممتاز کی پہلی شادی حمیدہ بیگم سے ہوئی تھی۔ مگر ان کی بیگم ۱۸۹۵ میں دو بچوں، حمید علی اور وحیدہ بیگم (۱۴) کو چھوڑ کر داغ مفارقت دے گئی تھیں۔(۱۵) سید ممتاز علی پر مصیبت کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا، کیونکہ دو کم سن بچوں کی نگہداشت اور پرورش ان کے لئے بہت ہی دقت اور تکلیف کا باعث تھی۔ تاہم انہوں نے نہایت استقامت اور صبر کے ساتھ اس صدمے کو برداشت کیا اور بچوں کی نگہداشت کی پوری کوشش کرتے رہے۔ مگر بچوں کی دیکھ بھال اور تربیت کی ذمہ داری بہ حسن وخوبی صرف عورت ہی انجام دے سکتی تھی۔ اس لئے مجبوراً انہوں نے نکاح ثانی کا ارادہ کیا۔ محمدی بیگم کے ہاں پیغام بھجوایا گیا۔ کچھ دن کی پس و پیش اور سوچ بچار کے بعد رشتہ کی حامی بھر لی گی۔ سید محمد شفیع کا تبادلہ کوہاٹ ہوگیا۔ انہیں چھٹی نہ مل سکی۔ اس لئے انہوں نے محمدی بیگم کی شادی اور رخصتی کی ذمہ داری اپنے داماد احمدی بیگم کے شوہر واحد علی کو سونپ دی۔ اس لئے خاندان کے تمام افراد نومبر ۱۸۹۷ء کے آغاز میں احمدی بیگم کے ہاں ملتان چلے گئے۔ محمدی بیگم نے اپنے چھوٹے بھائی محبوب کی بیماری کے باعث مایوں کے رسم سے صاف انکار کر دیا۔ (۱۶)

مولوی ممتاز علی اپنے والد، چند اقرباء اور دونوں کم سن بچوں کے ہمراہ نکاح سے دو دن قبل ملتان آگئے۔

ان دو دنوں میں بچے محمدی بیگم کے مشفقانہ سلوک کے باعث ان سے گھل مل گئے۔ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۷ء کو محمدی بیگم کا نکاح مولوی ممتاز سے ہو گیا:

"خالہ جان نے ان کے ناک میں نتھ ڈال دی اور ایک ملازمہ جانو تھی اسنے (اس نے) مہندی لگا دی۔ انہوں نے تھوڑی دیر میں ہاتھ دھو لئے اور وحیدہ[۱۷] کو لے کر سو رہی۔[۱۸]

شادی کے وقت مولوی ممتاز علی کی عمر ۳۷ سال[۱۹] اور محمدی بیگم کی عمر ۱۹ سال تھی۔(۲۰) مولوی ممتاز علی ۲۷ ستمبر ۱۸۶۰ء کو پیدا ہوئے۔ پنڈت دیا نرائن کے مطابق:

"سید ممتاز علی مرحوم ۲۷ ستمبر ۱۸۶۰ء کو بروز عید میلاد النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پیدا ہوئے۔ عجیب بات ہے کہ آپ کا انتقال جس دن ہوا، وہ عید میلاد النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا اگلا روز تھا"[۲۱]

آپ کے والد سید ذوالفقار علی سینٹ سٹیفنز کالج دہلی کے تعلیم یافتہ اور امام بخش صہبائی کے شاگرد تھے۔ مولوی سید ممتاز علی عربی، فارسی اور انگریزی پر عبور رکھتے تھے۔ وہ اُردو کے بلند پایہ ادیب تھے۔ انہوں نے تفصیل البیان فی مقاصد القرآن" کی تالیف سے مذہبی دنیا میں بلند مقام حاصل کر لیا۔ مگر ان کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے عورتوں کی بہبود کے لئے عملی کام کیا۔ آپ نے عورتوں کی اصلاح، تعلیم اور ان کی بہبودی و فلاح کے لئے نہایت پر خلوص خدمات انجام دیں۔ یہی وجہ ہے کہ بقول شیخ اسمٰعیل پانی پتی: "پنجاب اور یوپی میں بلکہ مدراس اور دکن تک میں "عورتوں کے سرسید" مشہور تھے۔"[۲۲]

مولوی ممتاز علی کی زندگی کا ایک اہم واقعہ یہ ہے کہ انگریزی تعلیم اور عیسائی مشنری تعلیم سے متاثر ہو کر دیگر کئی نوجوانوں کی طرح مولوی ممتاز بھی عیسائیت کی طرف مائل ہوگئے۔ اس دوران سرسید احمد خان کے "تہذیب الاخلاق" میں شائع ہونے والے مضامین ان کی نظر سے گزرے۔ انہوں نے اپنے دل میں پیدا ہونے والے شکوک و شبہات سرسید کو لکھ کر بھیج دیئے۔ سرسید نے ان کو اپنے پاس بلا لیا۔ اور چند دن کی گفتگو اور دلائل سے ان کے ذہن کو صاف کر دیا۔ اب سید ممتاز علی ایک پکے اور باعمل مسلمان کی حیثیت سے واپس لوٹ کر آئے۔

۱۸۷۹ء میں مولوی ممتاز علی کا سرسید احمد خان کے ساتھ قائم ہونے والا یہ تعلق سرسید کی وفات تک قائم رہا۔ ۱۸۸۴ء میں آپ نے گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے کا امتحان دیا۔ مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ سرسید ان کی مناسب ملازمت کے لئے کوشاں رہے اور برخلاف عادت سفارش بھی کی۔ مگر سید ممتاز علی کو معقول نوکری نہ مل سکی۔ انہوں نے دوبارہ بی اے کا امتحان نہ دیا۔ ۱۸۸۴ء میں آپ پنجاب چیف کورٹ لاہور میں بحیثیت مترجم ملازم ہو گئے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

مگر اس ملازمت میں ان کی دلچسپی زیادہ مدت تک بر قرار نہ رہ سکی۔ ۱۸۹۱ء میں آپ علیل ہو گئے اور نوکری چھوڑنے کا معقول بہانہ ہاتھ آ گیا:

"یہ ملازمت کسی طرح بھی میرے حسب حال نہیں کیونکہ محنت بہت زیادہ اور تنخواہ بہت کم "ہے اسی لئے صحت پر نہایت ناگوار اثر پڑا ہے۔"(۲۳)

۱۸۸۱ء میں آپ کی پہلی شادی حمیدہ بیگم سے ہوئی تھی۔ وہ ۱۸۹۵ء میں وفات پا گئیں۔ وحیدہ اور حمید علی کی پرورش اور تربیت کے لئے سید ممتاز علی عقد ثانی کے لئے تیار ہو گئے۔ یہ فیصلہ ان کی زندگی ہی نہیں ہندوستان بھر کی عورتوں کی تقدیر بدلنے کا موجب بنا۔ (۲۴)

سید ممتاز علی محمدی بیگم کے ذوق، سلیقہ اور اخلاق کے قائل ہو گئے۔ اور انہوں نے تعلیم اور دیگر معاملات میں محمدی بیگم کی تربیت کا اہتمام کیا۔ وہ اس قیمتی پتھر کو تراش کر گوہر بنانے کے مقصد میں مصروف ہو گئے۔ سید ممتاز علی خود بھی مستورات کے لئے تعلیمی اور اصلاحی کام کرنے کے خواہش مند تھے۔ مگر اس وقت حالات ایسے تھے کہ سر سید احمد خان جیسی شخصیت بھی اصلاح نسواں کی تحریک کی شدت سے مخالف تھی۔ تاہم محمدی بیگم کی رفاقت نے ان کے جذبہ اصلاح نسواں کو اس طرح ابھارا کہ آخر انہوں نے اس مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی ٹھان لی:

"میں نے عقد کے چند گھنٹوں بعد ہی اس امر کا فیصلہ کر لیا کہ مستورات میں بیداری پیدا کرنے کے لئے ایک اخبار جاری کیا جائے۔ اور اپنی اہلیہ کو اس کا ایڈیٹر بنایا جائے۔"(۲۵)

شادی کے فوراً بعد محمدی بیگم پر یک دم کئی ذمہ داریوں کا بوجھ آن پڑا۔ انتظام خانہ داری، بچوں کی ذمہ داری، شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری اور تہذیب نسواں کے لئے ابتدائی تربیت:

"مگر یہ بڑی استقلال سے جو کچھ ہو سکا اپنا فرض منصبی انجام دیتی رہی۔"(۲۶)

مولوی ممتاز علی کے بیان سے ظاہر ہے کہ محمدی بیگم اپنے آپ کو ایک اہم ذمہ داری نبھانے کے لئے سخت محنت سے تیار کر رہی تھیں:

"خانہ داری کے بار کے علاوہ ان کو چار سبق روزانہ پڑھنے پڑتے تھے۔ ایک میم انہیں انگریزی سکھاتی تھی۔ ایک ہندو لیڈی انہیں ہندی پڑھاتی تھی۔ ایک لڑکا انہیں حساب

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

سکھاتا۔ اور میں انہیں ایک روز عربی اور ایک روز فارسی پڑھاتا۔ جو کام ان سے لینا تھا اس کے متعلق مناسب گفتگو کرتا رہتا تھا۔" (۲۷)

چار ماہ کی مسلسل محنت کے بعد محمدی بیگم ایک عظیم مقصد کو انجام دینے کے لئے میدان عمل میں نکل آئیں۔ محمدی بیگم نے عورتوں کے لئے رسالہ نکالنے کے ارادے سے احمدی بیگم کو بھی باخبر کیا اور ان سے رسالہ کے لئے تحریر کی درخواست بھی کر دی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ محمدی بیگم جلد از جلد اپنے ارادے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی خواہش مند تھیں۔ (۲۸)

محمدی بیگم نے شادی کے سات ۷ ماہ بعد، یکم جولائی ۱۸۹۸ء کو اخبار تہذیب النسواں جاری کر دیا۔ اس اخبار کی اشاعت سے انہیں مخالفت کے ایک طوفان کا سامنا کرنا پڑا جسے انہوں نے استقامت سے برداشت کیا اور اخبار کی مسلسل اشاعت میں مگن رہیں۔ اس دوران انہوں نے ایک مردہ بچی کو جنم دیا۔ وہ اس دکھ کو فراموش کر کے ایک مرتبہ پھر اخبار کی جانب متوجہ ہو گئیں۔ ان علمی مشاغل اور دفتری کاموں میں منہمک ہو کر بھی محمدی بیگم نے اپنے آپ کو گھریلو ذمہ داریوں سے کبھی بھی بری الذمہ نہیں سمجھا۔ وہ جس ماحول کی پروردہ تھیں َاس ماحول کی تربیت نے انہیں گھریلو امور میں تاک کر دیا تھا۔ مذید یہ کہ والد کی جانب سے ملنے والے ایک خط نے ان کے احساس ذمہ داری کو بڑھا دیا تھا۔

محمدی بیگم کے والد نے ان کے نام یہ خط ۱۲ اگست ۱۸۹۷ء کو تحریر کیا تھا۔ سید احمد شفیع بہ سلسلہ ملازمت وتبادلہ کوہاٹ میں مقیم تھے اور رخصت نہ ملنے کے سبب وہ محمدی بیگم کی شادی میں شرکت نہ کر سکے تھے۔ اس لئے انہوں نے شفقت پدرانہ سے مجبور ہو کر پیاری بیٹی کے نام یہ خط تحریر کیا۔

اس خط میں میاں بیوی کے رشتے کی اہمیت اجاگر کر کے اس رشتے کے تقدس اور عظمت کو سمجھنے کی تلقین کی گئی۔ چاہت کے ظاہری اور باطنی مدارج تحریر کرتے ہوئے انہوں نے نصیحت کی کہ چاہت کے مدارج میں وقار کا خیال رکھا جائے اور یہ وقار غرور کی حد میں داخل نہ ہو۔ چاہت کے ساتھ وقار ہو اور اپنی خودداری وعزت کا خیال ہر حال میں رکھا جائے۔ سید شفیع نے بیٹی کو تلقین کی کہ چاہت میں شوہر کی خوشنودی کا خیال مقدم ہونا چاہیے. علمی مذاق روحانی خوشی کا سب سے بڑا وسیلہ ہے۔ اس خوشی کے لئے ضروری ہے کہ اپنی علمی لیاقت بڑھائی جائے۔" (۲۹)

شوہر کی خوشنودی کے لئے سید احمد شفیع طریقہ خانہ داری کو سب سے اہم خیال کرتے ہیں۔ وہ خط میں تحریر کرتے ہیں کہ ہند کی خواتین خانہ داری کے طریقے اپنانے پر توجہ نہیں دیتیں۔ اور ادباء کو بھی اس ضمن میں توجہ

صرف کر کے مضامین اور کتابیں امور خانہ داری پر لکھنی چاہیں۔ خواتین گھریلو انتظام اور صفائی ستھرائی پر زیادہ توجہ صرف کریں:

"اس کے متعلق ایک نصیحت ہزاروں روپے کے مول کی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک چیز اپنی جگہ ہووے اور ہر ایک چیز کے لئے جگہ ہووے۔"(۳۰)

سید شفیع محمد نے اپنے تفصیلی مکتوب کے ذریعے بیٹی کو گھریلو امور نبھانے، باورچی خانے کا انتظام نوکروں سے برتاو، سسرالی خواتین سے مناسب رویہ اختیار کرنے، لین دین کے معاملات میں سمجھداری برتنے، شوہر کے حقوق، خاتون خانہ کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے بارے میں نہایت صائب مشورے دیئے۔ لکھتے ہیں:

"خدا نے ہم سب کو ایک ضمیر یا نور ایمان یا دل دیا ہے جو برے کام سے ہم کو ملامت کرتا ہے اور اچھے کام پر شاباش دیتا ہے۔ اسے سنو، اسی سے ڈرو، جاہلوں سے مت ڈرو۔" (۳۱)

اپنے والد کے خط کا جواب محمدی بیگم نے ۳ اگست ۱۸۹۷ء کو راول پنڈی سے تحریر کیا۔ اور ان نصیحتوں پر عمل کرنے کی مکمل یقین دہانی کروائی۔ (۳۲)

محمدی بیگم نے فرمانبردار بیٹی اور تابعدار بیوی بن کر دکھایا۔ والد کی نصیحتوں کو پلو سے باندھ کر میکے سے سسرال آئیں۔ گھرداری سنبھالی۔ تہذیب النسواں کے لئے اپنے آپ کو اہل ثابت کرنے کے لئے دن رات محنت کی۔ بچوں کی پرورش میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ کیونکہ یہ ان کے والد کی نصیحت کا حصہ تھا:

"تمہیں معلوم ہو گا جس بچے کی والدہ نہ ہو اس پر رحم کرنا دین اور دنیا میں بھلائی کا کام ہے۔ ۔۔۔۔ ان سے ایسا حسن سلوک خوف خدا کو مد نظر رکھ کر ہر بچے کے ساتھ رکھا جائے کہ مغائرت محسوس نہ ہو۔"(۳۳)

محمدی بیگم نے اس نصیحت پر عمل اسی وقت شروع کر دیا تھا جب سید ممتاز علی دونوں بچوں کے ہمراہ ملتان ان سے عقد کے لئے تشریف لے گئے۔

۱۳ اکتوبر ۱۹۰۰ء کو محمدی بیگم کے ہاں بچے کی پیدائش ہوئی۔ اس کا نام امتیاز علی رکھا گیا۔ والدہ اسے پیار سے "تاج" پکارا کرتی تھیں۔ اس لئے امتیاز علی نے "تاج" کو اپنے نام کا لازم جزو بنا دیا دنیائے ادب میں وہ امتیاز علی تاج کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ امتیاز کی پیدائش کے موقع پر بھی محمدی بیگم کے پاس کوئی عزیز، رشتہ دار اور خادمہ، خدمت کے لئے موجود نہ تھی۔ اس لئے انہیں بہت سے خانگی امور خود انجام دینا پڑتے

تھے۔ان میں سے ایک کام حمید علی کی صبح شام پٹی تبدیل کرنا بھی تھا۔ امتیاز کی پیدائش کے فورا بعد وہ اخبار کے کاموں میں بھی مصروف ہو گئیں انہیں اپنی اس ذمہ داری کا بخوبی احساس تھا۔ مولوی ممتاز علی نے ان کی اس لگن اور جانفشانی کا ذکر مضمون "دواعلیٰ صفتیں" مطبوعہ ۶ جولائی ۱۹۱۲ء میں بھی کیا۔ اس مضمون میں مولوی صاحب نے قرآن پاک کی آیات سے حوالہ جات تحریر کیا کہ "ایثار" اور "اچھے کام کرنے میں لوگوں کی ملامت سے خوف نہ کھانا۔" دو عمدہ صفات ہیں۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ ہماری خواتین میں ان دونوں صفات کی کمی ہے۔ ہم خوف کے سبب کوئی بہانہ بنا کر اچھا کام کرنے سے رک جاتے ہیں۔ مگر یہ ایثار محمدی بیگم کی ذات میں بدرجہ اتم موجود تھا۔

انہوں نے اپنی قوم کی بیٹیوں کے شعور اور آگہی کے مقصد کو مدنظر رکھ کر بارہا اس ایثار کا مظاہرہ کیا اپنی صحت اور آرام کو بالائے پشت ڈال دیا۔ والد کے انتقال کے دن جب گھر میں کہرام مچا تھا۔ اس وقت بھی وہ اخبار کا پروف دیکھ رہیں تھیں اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔انہوں نے اس ہفتے کا اخبار اس صدمے کے باوجود بند نہیں کیا۔بیٹے کی بیماری جیسے شدید صدمے کی حالت میں بھی انہیں اخبار وقت پر نکالنے کی فکر تھی۔ (۳۴) بینا رشید صاحبہ لکھتی ہیں:

> "محمدی بیگم جب ان کی زندگی سے مایوس ہو گئیں تو بیٹے کی آخری تصویر بنوائی کہ یہ بچے کی یاد دلاتی رہے گی مگر قدرت کو والدین پر رحم آگیا اور امتیاز علی تاج آہستہ آہستہ صحت یاب ہو گئے۔"(۳۵)

یہاں بینا رشید صاحبہ نے اس کا حوالہ درج نہیں کیا۔ بینا رشید اور ڈاکٹر ملک سلیم کے مقالہ جات میں امتیاز علی تاج کی بیماری کے حوالے سے تحریر کا حوالہ مولوی ممتاز علی کے مضمون، مطبوعہ ۶ جولائی ۱۹۱۲ء کا درج ہے۔ قابل ذکر امر یہ ہے کہ اس مضمون میں مولوی صاحب نے تحریر کیا کہ سید امتیاز علی تاج "شیر خوارگی" کے زمانے میں مرض نمونیا میں گرفتار ہوئے جب کہ بینا رشید نے مقالہ میں بیماری کے وقت تاج کی عمر ایک سال تحریر کی ہے۔ مذکورہ مضمون میں مولوی ممتاز علی نے "ایک سال" کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ بلکہ "زمانہ شیر خوارگی" درج کیا ہے۔ دوم امتیاز کی بیماری سے مایوس ہو کر آخری تصویر بنوانے کا ذکر بھی مولوی صاحب کے اس مضمون میں درج نہیں ہے۔ البتہ امتیاز علی تاج کی پہلی تصویر بنوانے کا ذکر احمدی بیگم کی تحریر کردہ سوانح عمری میں ملتا ہے۔ (۳۶)

احمدی بیگم نے مزید تحریر کیا کہ جب امتیاز ۹ ماہ کے تھے تو وہ محمدی بیگم سے ملنے کے لئے آئیں ان کا ارادہ پندرہ بیس دن رہنے کا تھا مگر محمدی بیگم تصنیف و تالیف اخبار کی اشاعت اور حمید علی کی دیکھ بھال میں اس قدر

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

مصروف رہتیں کہ دونوں بہنوں کو اکٹھے کھانا کھانا بھی نصیب نہ ہوا۔ اس پر وہ تین دن کے بعد ہی واپس آ گئیں۔ اس کے بعد دونوں بہنوں کی ملاقات اس وقت ہوئی جب امتیاز علی تاج کی عمر ایک سال تھی۔

"پھر ہمشیرہ شادی کے چار سال بعد جب کہ برخوردار امتیاز ایک سالکا (سال کا)
تھا، شاہپور گئی" (۳۷)

لہٰذا امتیاز علی تاج کی اس تصویر کو جب کہ وہ ۲۸ دن کے تھے بیماری سے منسوب کرنا درست نہیں۔ بینا رشید صاحبہ نے مولوی ممتاز علی کے جس مضمون کا حوالہ تحریر کیا ہے اس میں امتیاز علی تاج کی عمر اور بیماری کی تفصیل مختلف ہے۔(۳۸)

امتیاز علی تاج کی پیدائش نے محمدی بیگم کی مصروفیت میں اضافہ کر دیا۔ تصنیف و تالیف اور اشاعت کی مصروفیات میں بھی وہ امتیاز کی صحت، تعلیم اور تربیت سے کسی طرح غافل نہ ہوئیں۔

انہوں نے امتیاز کے لئے پر اثر اور دلکش نغموں کی صورت لوریاں "خواب راحت" "نصیحت آموز چھوٹی چھوٹی نظمیں اور کہانیاں "امتیاز پچیسی" "اور" "تاج پھول" تخلیق کیں۔ محمدی بیگم نے گھر پر امتیاز کی تربیت کا ایسا انتظام کر دیا کہ انہیں کھیلتے، کھاتے دلچسپ اور سبق آموز انداز میں کچھ نہ کچھ سیکھنے کو ضرور ملتا۔ ماں اور بیٹے کی یہ قربت بہت کم وقت کے لئے تھی۔ محمدی بیگم کو اپنی زندگی کے آخری دو سال میں والد اور بھائی کی وفات کا غم دیکھنا پڑا۔ خصوصاً چھوٹے بھائی محبوب کی وفات نے انہیں شدید صدمے سے دوچار کیا(۳۹)

وسط جولائی میں محمدی بیگم اپنی بھانجی حمیدہ کی شدید علالت کا سن کر مزاج پرسی کے لئے ملتان آئیں۔ یہاں انہوں نے ۵ دن قیام کیا اور حمیدہ سے اس یقین دہانی کے ساتھ رخصت ہوئیں کہ وہ دو ماہ کے بعد پھر ملاقات کے لئے آئیں گی۔ مگر ملتان سے واپسی پر انہیں شدید بخار نے آگھیرا جس میں کسی طور کمی نہیں آ رہی تھی۔ تبدیلی آب وہوا کے لئے وہ اپنے بھائی سمیع کے پاس پنڈ دادن خان چلی گئیں۔ اس کی اطلاع ۱۲ ستمبر ۱۹۰۸ء کے تہذیب النسواں میں "محفل تہذیب" میں شامل کی گئی۔ (۴۰) اور ان کی لاہور واپس آنے کی اطلاع ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۸ء کے تہذیب النسواں میں شائع ہوئی۔ (۴۱)

محمدی بیگم پر تو موسمی بخار کا حملہ تھا۔ اس میں عمل جراحی کا کیا کام؟ اس سوال نے تہذیب النسواں کی قارئین کو بے قرار کر دیا۔ اس سوال کا جواب انہیں ۱۴ نومبر ۱۹۰۸ء کے تہذیب النسواں میں مل گیا کہ محمدی بیگم طویل مدت سے علیل تھیں۔ بدقسمتی سے ان کے پیٹ میں اس قسم کی رسولی پیدا ہو گئی تھی جس کا حتمی علاج عمل

جراحی ہی تھا۔ مگر یہ جراحی اس وقت بہت خطرناک بھی تھالہذا طبی ماہرین کا مشورہ تھا کہ یہ جراحی انگلستان میں جاکر ہو۔۔۔۔۔اس اثناء میں انہیں موسمی بخار لاحق ہوا جو کبھی ۱۰۵ درجہ تک پہنچا اور کبھی ۱۰۶۔" (۴۲)

بخار کی اس شدت میں جراحی ممکن نہ تھی اس لئے محمدی بیگم کو شملہ بھیج دیا گیا۔ مگر شملہ میں انہیں افاقہ نہ ہوا اور مرض بڑھتا چلا گیا۔ اسی بیماری کی حالت میں محمدی بیگم کی روح ۳نومبر ۱۹۰۸ء کو قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ سید امتیاز علی تاج کی عمر اس وقت ۸ سال تھی۔

محمدی بیگم کی میت کو لاہور لایا گیا اور از سر نو غسل دے کر ۶نومبر ۱۹۰۸ء کو مومن پورہ قبرستان لاہور میں سپرد خاک کیا گیا۔ (۴۳) ان کی وفات کی خبر ۱۴نومبر ۱۹۰۸ء کے تہذیب النسواں میں شائع ہوئی (۴۴)

محمدی بیگم نے اصلاح نسواں کے ساتھ ساتھ اعلی پائے کا ادب بھی تخلیق کیا۔ ان میں "رفیق عروس"(۱۹۰۱ء)"انمول موتی"(۱۹۰۲ء)"صفیہ بیگم" (۱۹۰۳ء)"حیات اشرف"(۱۹۰۴ء) "آداب ملاقات"(۱۹۰۴ء)"سگھڑ بیٹی"(۱۹۰۵ء)"شریف بیٹی"(۱۹۰۸ء)"آج کل"(۱۹۱۲ء)اور "چندن ہار(۱۹۱۵ء)" شامل ہیں۔ شاعری، نظمیں اور بچوں کا ادب اس کے علاوہ ہے۔

محمدی بیگم نے ۱۹۰۵ء میں ماؤں کے لئے رسالہ "مشیر مادر" بھی جاری کیا تاکہ بچوں کی صحت اور تربیت کا شعور اجاگر ہوسکے۔ یہ تصانیف آج کے دور میں بھی قاری کو ورطہ ء حیرت میں مبتلا کرتی ہیں کہ دس سال کی مختصر مدت میں خانگی وصحافتی مصروفیات کے باوجود محمدی بیگم نے ۳۰ سے زائد تصانیف تخلیق کیں۔ محمدی بیگم سے قبل اور انکی ہم عصر خواتین میں تو تحریر اور نقد و تبصرہ کا تصور تک موجود نہ تھا۔ مگر ان کے بعد بھی ایسی مثالیں کم ہی نظر آئیں گی۔ بے خوفی اور انتھک محنت کا نتیجہ تھا کہ جس معاشرے میں رسالہ "تہذیب النسواں" گالیوں کے ساتھ واپس کر دیا جاتا بہت مختصر مدت میں اسی معاشرے میں ان کی ایک ایک کتاب کی طلب کے پیش نظر چار اور پانچ ایڈیشن ان کی زندگی میں ہی شائع ہوتے رہے۔ اور انہوں نے شبلی اور حالی جیسے اکابرین سے داد وصول کی۔

محمدی بیگم اپنی ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھاتی رہیں۔ ساتھ ہی تصنیف وتالیف اور دو اخبارات کی ادارت کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ انہیں "تہذیب النسواں "سے اس قدر لگاؤ تھا کہ وفات سے قبل مولوی ممتاز علی صاحب کو کی جانے والی وصیت میں وہ "تہذیب النسواں "اور اصلاح نسواں کے مقصد کو فراموش نہیں کرتیں۔ (۴۵) اخبار کے بند ہونے کا دکھ ان کو بستر مرگ پر بھی تھا۔ وہ اس کو اپنا دوسرا بچہ کہہ کر پکارتی تھیں۔ (۴۶)

محمدی بیگم کی عورتوں کے لیے کی جانے والے کاوشیں قابل ستائش ہیں۔ ۱۸۹۸ء کے دور میں محمدی بیگم

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

کا کسی رسالہ کی ادارت کرنا اور خواتین کی بیداری کی کوشش کرنا بلاشبہ ایک جرات مندانہ قدم تھا۔ڈاکٹر تحسین فراقی تحریر کرتے ہیں:

"نہایت اہم صحافتی اقدام ہفت روزہ "تہذیب النسواں" کے اجراء (یکم جولائی۱۸۹۸ء) کی صورت میں سامنے آتا ہے۔۔۔۔ حق یہ ہے کہ حقوق نسواں کی علمبردار، روشن فکر اور درد مند محمدی بیگم نے ۱۸۹۸ء سے لے کر اپنی وفات ۱۹۰۸ء تک "تہذیب النسواں" کی ادارت کا حق ادا کر دیا۔"(۴۷)

"تہذیب النسواں" نصف صدی سے زائد عرصہ تک باقاعدگی سے نکلتا رہا۔۱۹۱۸ء میں "تہذیب النسواں" کے بیس سال مکمل ہونے پر مولوی ممتاز علی اس رسالہ کے مقاصد بڑی وضاحت سے تحریر فرماتے ہیں:

"تہذیب کے مقاصد کی نسبت کبھی غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے یہ اخبار عورتوں کی اصلاح اور عورتوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے نکالا گیا ہے۔عورتوں کی اصلاح میں داخل ہے خانہ داری کا انتظام، بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت، گھر کی حفظ صحت کا انتظام گھر کے بزرگوں کے باب میں اپنے فرائض کی انجام دہی، ان سب فرائض کا تہذیب النسواں میں ہمیشہ خیال رکھا گیا ہے۔"(۴۸)

محمدی بیگم کی آخری وصیت میں بھی تہذیب النسواں کی مسلسل اشاعت، اس کی ترقی اور فروغ کے لئے تجاویزات اور خواہشات شامل تھیں۔اور ان کی وفات کے بعد مولوی ممتاز علی ان کی خواہش کی تکمیل کے لئے مگن رہے تاوقتیکہ یہ اخبار اپنے مقاصد کے حصول میں بام عروج پر جا پہنچا اور اس نے ہندوستانی خواتین کو سیاسی، سماجی، معاشرتی، تعلیمی، "تہذیب" سے سرفراز کیا۔

حوالہ جات

۱۔ تاج صاحب کے والدین اسمعیل پانی پتی، شیخ محمد، مشمولہ، سہ ماہی صحیفہ "تاج نمبر" (مجلس ترقی ادب، لاہور: اکتوبر ۱۹۷۰ء، شمارہ ۵۳، ص ۳۶

۲۔ نعیم طاہر، مرتبہ سیدہ محمدی بیگم اور ان کا خاندان (سنگ میل پبلی کیشنز: لاہور، ۲۰۱۸ء) ص ۴۳

۳۔ ایضاً، ص ۴۳

۴۔ ایضاً، ص ۴۷

۵۔ گوہر نوشاہی، ڈاکٹر، "سید امتیاز علی تاج، شخصیت اور فن" (اکادمی ادبیات، اسلام آباد: پاکستان، ۱۹۹۹ء) ص ۳۳

۶۔ اس سوانح عمری کو سید امتیاز علی تاج اور حجاب امتیاز علی کے داماد نعیم طاہر نے ترتیب دے کر ضروری وضاحت کے ساتھ شائع کروایا۔ (سیدہ محمدی بیگم اور ان کا خاندان بشمول سوانح عمری از ہمشیرہ سیدہ احمدی بیگم) ۲۲ مئی ۱۸۷۸ء تا ۶ مئی ۱۹۰۸ء، تحقیق و ترتیب نعیم طاہر، (سنگ میل پبلی کیشنز: لاہور، ۲۰۱۸ء)

۷۔ نعیم طاہر (مرتبہ) سیدہ محمدی بیگم اور ان کا خاندان، ص ۴۳

۸۔ ایضاً، ص ۴۵

۹۔ ایضاً، ص ۴۶

۱۰۔ ایضاً، ص ۴۷

۱۱۔ ایضاً، ص ۴۶

۱۲۔ ایضاً، ص ۴۹

۱۳۔ سید احمد شفیع کی دوسری زوجہ کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ یہ خاتون مولوی ممتاز علی کی ہمشیرہ تھیں محمدی بیگم اور احمدی بیگم انہیں "خالہ جان" پکارتی تھیں۔ دونوں بہنوں کی خواہش تھی کہ خالہ جان ان کی اماں کی جانشین بنیں۔ ایسا ہی ہوا۔ بعد میں محمدی بیگم کا عقد مولوی ممتاز علی سے طے پایا۔

۱۴۔ یہی وحیدہ بیگم محمدی بیگم کی وفات کے بعد تہذیب النسواں کی ایڈیٹر رہیں۔ سر محمد یعقوب سے شادی کے بعد آپ "بیگم یعقوب" کہلاتی تھیں۔ آپ کا انتقال ۱۹۱۷ء میں ہوا۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

۱۵۔ اسمٰعیل پانی پتی، شیخ محمد، تاج صاحب کے والدین(مشمولہ) سہ ماہی صحیفہ "تاج نمبر"ص ۲۱
۱۶۔ ایضاً، ص ۶۶
۱۷۔ مولوی ممتاز علی کی صاحبزادی۔
۱۸۔ نعیم طاہر،(مرتبہ)سیدہ محمدی بیگم اور ان کا خاندان، ص ۶۷
۱۹۔ بینا رشید، محمدی بیگم، "احوال وآثار" مقالہ برائے ایم فل اُردو(علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد: ۲۰۱۴ء)ص ۱۲
۲۰۔ ایضاً، ص ۱۲
۲۱۔ ماہنامہ "زمانہ" کانپور، جولائی ۱۹۵۳ء، ص ۵۷
۲۲۔ ایضاً، ص ۲۰
۲۳۔ ایضاً، ص ۲۱
۲۴۔ ایضاً، ص ۲۲
۲۵۔ ایضاً، ص ۲۲
۲۶۔ نعیم طاہر،(مرتبہ)"سیدہ محمدی بیگم اور ان کا خاندان"، ص ۶۷
۲۷۔ ممتاز علی، مولوی "تہذیب النسواں" مشمولہ "تہذیب النسواں" لاہور: ۶ جولائی ۱۹۱۸ء، جلد ۲۱، شمارہ ۲۷، ص ۶۷
۲۸۔ ایضاً، ص ۶۸
۲۹۔ ایضاً، ص ۹۰
۳۰۔ ایضاً، ص ۹۱
۳۱۔ ایضاً، ص ۹۵
۳۲۔ ایضاً، ص ۹۹
۳۳۔ ایضاً، ص ۹۲
۳۴۔ تہذیب النسواں: لاہور، مطبوعہ ۶ جولائی ۱۹۱۲ء، جلد: ۱۵، شمارہ: ۲۷، ص ۳۳۶
۳۵۔ بینا رشید، "محمدی بیگم، احوال وآثار" ص ۱۹

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

۳۶۔ نعیم طاہر (مرتبہ) سیدہ محمدی بیگم اور ان کا خاندان ص ۷۰

۳۷۔ ایضاً، ص ۷۰

۳۸۔ تہذیب النسواں: لاہور، مطبوعہ ۶ جولائی ۱۹۱۲ء، جلد: ۱۵، شمارہ: ۲۷، ص ۴۳۷

۳۹۔ نعیم طاہر (مرتبہ) سیدہ محمدی بیگم اور ان کا خاندان، ص ۴۷

۴۰۔ تہذیب النسواں، مطبوعہ ۱۲ ستمبر ۱۹۰۸ء، جلد: ۱۱، شمارہ: ۳۷، ص ۴۳۶

۴۱۔ تہذیب النسواں: لاہور، مطبوعہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۸ء، جلد: ۱۱، شمارہ: ۴۱، ص ۴۸۴

۴۲۔ تہذیب النسواں: لاہور، مطبوعہ ۱۴ نومبر ۱۹۰۸ء، جلد: ۱۱، شمارہ ۴۶ ص ۵۰۶

۴۳۔ کتبہ پر یہی تاریخ درج ہے۔

۴۴۔ تہذیب النسواں: لاہور، مطبوعہ ۱۴ نومبر ۱۹۰۸ء، ص ۵۰۶

۴۵۔ تہذیب النسواں: لاہور، مطبوعہ ۱۴ نومبر ۱۹۰۸ء، ص ۵۰۸

۴۶۔ ایضاً، ص ۵۰۸

۴۷۔ تحسین فراقی، ڈاکٹر، سیدہ محمدی بیگم اور ان کا خاندان۔۔۔ چند باتیں "مشمولہ "سیدہ محمدی بیگم اور ان کا خاندان (مرتبہ) نعیم طاہر، ص ۱۱

۴۸۔ تہذیب النسواں: لاہور، مطبوعہ ۶ جولائی ۱۹۱۸ء، ص ۵۱۰